عہدِ فراموش

ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
ایم بی بی ایس (لکھنؤ)

فاضل علوم دینیہ (وفاق المدارس ملتان)

رابطہ کیلیے پتہ:

محمد حنیف، پوسٹ بکس نمبر ۷۰۲۸، مسجد توحید، توحید روڈ، کیماڑی، کراچی

فون: 2850510-2854484

www.emanekhalis.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

امّابعد! کاش کہ یہ حسین صُبحیں ، روشن دن اور سہانی راتیں ہمیشہ باقی رہتیں اوران سُبک اندام بہاروں کا کارواں خزاں کی بھاری ضرب سے بچ کر سلامت نکل جاتا۔افسوس اس دن پر جب زمین کا پیٹ سب کچھ ہڑپ کر جائے گا۔کچھ بھی باقی نہ چھوڑے گا۔اس کے بعد کیا ہوگا؟ اصلی مسئلہ تو یہ ہے۔اورانسانیت کی اصلاح اورانجام کاراس کو کامیابی کی منزل تک پہنچانے کے لیے ہمیشہ اس ایک مسئلہ کوسب سے پہلے دنیا کے سامنے لایا گیا ہے۔پھر کچھ خوش نصیب چونکے اورغوروفکر پر مجبور ہوئے ہیں۔رہے سرمست باولے تو ان پر کچھ بھی اثر نہ ہوا، وہ اپنی دُھن میں بڑھتے ہی چلے گئے۔کھول کر بتلایا گیا کہ دائمی سکون اور سرمدی عیش وآرام کے طالب ہوتو اس کا حق پہچانو جس نے یہ وجود بخشا ہے؛ زمین وآسمان، چاندوسورج کو خدمت میں لگا دیا ہے؛ زندگی کا ہر شعبہ،اس کا ہر لمحہ اس کی مہربانیوں کے اثرات سے سرشاراوراس کی رحمتوں کی بارش سے تر ہے۔اس کو اپنا اکیلا،ایک مالک مان کراس کے بندے اور غلام بن جاؤاوردُوسروں کی غلامی کے سارے قلاوے گردنوں سے اُتاروپھینکو۔پیروں میں پڑی ہوئی ساری بیڑیاں کاٹ ڈالو۔وہ طریقہ اپناؤ، وہ راستہ اختیار کرو جواس کی طرف سے اس کا نبی ﷺ تمہاری رہنمائی کے لیے پیش کرتا ہے،اوراللہ کی کتاب کی اس پر شہادت لاتا ہے۔ہوشیار کیا گیا کہ کامیابی اورناکامی کے موجودہ معیاراصلی معیارنہیں؛ کامیابی کا دن آج نہیں،کامیابی کا دن تو آنے والا ہے۔

لوگو! تم آزاد و خومختار نہیں ہو کہ جو چاہے کرتے پھر اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ زندگی کی اس مہلت کے بعد موت سے ہمکنار ہو کے رہو گے۔ مَرے پیچھے پھر اُٹھائے جاؤ گے۔ عدالت میں حاضری ہوگی۔ حساب و کتاب کے مراحل سے گزرنے کے بعد انصاف کا فیصلہ سنو گے۔ اور اب یا تو ہمیشہ کی جیت، جنتوں کی بہاریں اور خوشیوں اور خوش حالیوں کی باراتیں ہوں گی یا وہ آگ لگے گی کہ جھلس جھلس دے گی۔ سکوں کا ایک لمحہ میسر نہ آئے گا۔

اِس آواز کو سب نے سنا۔ بلا و اسب کو تھا مگر غور و فکر کی توفیق صرف ہوشمندوں کو ملی۔ دنیا کے متوالوں نے کان بند کر لیے۔ فِکر و نظر پر پہرے بٹھا دیے۔

غرض اس جاں بخش اور حیات آفریں پکار پر کچھ غریب آگے بڑھے، چند امیر لپکے، بعض بوڑھوں نے سبقت کی اور تھوڑے سے جوانوں نے لبیک کہا، لیکن رنگینیوں کے رسیا، لذتوں کے متلاشی، دنیا کے پرستار روٹھ گئے۔ بگڑ بیٹھے۔ عداوت اور دشمنی پر اُتر آئے اور اللہ کے فضل و کرم سے حق و باطل کی اس مبارک کشمکش اور بھاگوان جنگ کا آغاز ہو گیا۔ جس میں انسانیت کی حقیقی زندگی کا راز پوشیدہ تھا۔

فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ (النمل: ۴۵)

''پس مخاطبین دو گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے''

یہ لڑائی نہ زمین کے لیے تھی نہ زن و زر کے لیے، ان کا جھگڑا صرف اِس بات پر تھا کہ کائنات کا مالک یکتا و یگانہ، لاشریک و بے ہمتا ہے یا اس کے اور بھی ساجھی اور شریک ہیں؟

هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ (الحج: ۱۹)

''یہ دو مخالف گروہ ہیں جن کی لڑائی اپنے رب کے بارے میں ہے''

ایمان کی اس بات پر رشتے ناطے ٹوٹے، دوستی دشمنی میں بدل گئی، عداوتوں نے محبتوں کی جگہ لے لی، یہاں تک کہ جادۂ حق کے راہی ہلا مارے گئے۔ مگر ان ہمت وروں نے ایمان

کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔تلواروں کے سایوں میں بے محابا بڑھتے چلے گئے۔ نیزے کی اَنی اور تیر کے پیکاں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔آخر کار نصرت الٰہی ان کا دست و بازو بنی اوراس دھرتی پر حق کی حکمرانی اور اللہ کے دین کے غلبہ کا وہ زمانہ آیا کہ زمین ہنس پڑی اور آسمان نے مسکراہٹوں کے شگوفے برسا دیے۔

یہ کام جب بھی کیا گیا ہے،اسی طرح پورا ہوا ہے،یہی مراحل آئے ہیں ۔دُوسری کوئی متبادل صورت کبھی نہیں رہی؛ اور نہ آج ہے۔ اب اگر کسی میں خود اپنی اور اس دنیا کی اصلاح کا داعیہ موجود ہے تو اس عمل کی ابتداء اپنی ذات سے کرنا ہوگی اور سب سے پہلے ایمان خالص کرکے، کفر و شرک، بدعت و دُنیا پرستی کے ہر شائبہ سے زور لگا کر چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔اللہ کے رنگ میں رنگ کر یک رنگ اور سُنّت کا جامہ پہن کر یکسو ہونا پڑے گا۔اپنے شیطان کو زیر کرنا ہی اصل جواں مردی ہے؛ بعد میں دُوسروں کی باری آئیگی ۔ اس مسلسل جاں سوزی اور جگر کاوی کے بعد ہی اللہ کی مغفرت ،اس کی رضا اور جنتوں کی سرمدی بادشاہت کا حصول ممکن ہے۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ نے نہ کوئی پیغمبر دنیا دارنفس کے بندوں کے لیے معبوث کیا ہے او نہ کوئی کتاب اتاری ہے رسول تو صرف حصولِ مقصد کی راہ کے آتش زیر پا سربازوں کے لیے ہی آتے ہیں اور کتابیں صرف سرفروش مجاہدوں کے لیے اُترتی ہیں ۔نسیمِ سحر سبزہ وگُل کے لیے چلا کرتی ہے،خار وخس کے لیے نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عقیدہ وعمل کی یہ باتیں سرآنکھوں پر مگر اس انداز پر عمل کرنے کا اب وقت کہاں؟ زمانہ کا یہ مذاقِ برق رفتاری اور حالاتِ دُنیا کا یہ ہر لمحہ تغیر اس طویل منصوبہ بندی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اصل مسئلہ پیٹ کا مسئلہ ہے پہلے اس کو حل کرنے کی تدبیریں کی جائیں تب کہیں دُنیا کوئی دُوسری بات سننے پر تیار ہوگی ......ان ’’حضرات‘‘ سے ہمارا کہنا یہ

ہے کہ ان طویل المدت جانفشانیوں کے بعد صرف پیٹ کا ہی مسئلہ نہیں، سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ کام نہ کیا گیا اور راستہ مختصر کرنے کی کوشش کی گئی تو کسی مسئلہ کا بھی حقیقی حل ممکن نہ ہو سکے گا۔ کیا یہ بہتر ہے کہ ایک قوم غربت اور تنگدستی کی مومنانہ زندگی کے اختتام پر ہی ہمیشہ کی خوشی اور خوش بختی کا مژدہ سن لے یا یہ کہ چندروزہ عیش اُڑا لینے کے بعد آگ کے الاؤ میں اُتر جائے۔

دُوسرے کہتے ہیں کہ آج جن کے ہاتھ میں زمامِ کار ہے، ان کا نشر و اشاعت کے سارے ذرائع پر بھی قبضہ ہے اور برائی اس تیزی سے پھیلائی جا رہی ہے کہ آپ کے طرز کی نیکی اور اصلاح کی ہر کوشش بے اثر ثابت ہوگی، رائیگاں جائے گی؛ کیوں نہ سب سے پہلے اقتدار پر قابض ہونے کی تدبیروں پر عمل کر لیا جائے اور ایک مرتبہ اقتدار میں آ جانے کے بعد اس کی قوت کا رُخ حکومت الٰہیہ اور نظامِ اسلامی کے نفاذ کی طرف پھیر دیا جائے ...... شاید ان کی خوش خیالی یہ ہے کہ وہ اسلامی اُصولوں پر قائم رہتے ہوئے اقتدار پر قابض پرانے شاطروں کے اکھاڑے میں ان کے قوانین وضوابط کی پابندی کر کے اِنہی کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ رہی یہ بات کہ ضرورت پڑی تو خیر کی نیت سے حکمت عملی اور مصلحتِ وقت کے تقاضوں کے ماتحت ہم بھی وہ سب کچھ کریں گے جو دُوسرے کرتے ہیں: جلسے کریں گے، جلوس نکالیں گے، نعرے لگائیں گے، بڑے بڑے دلفریب وعدوں کے سبز باغ دکھائیں گے، خدمت خلق کے اداروں کے ذریعہ دُنیا کا دل موہ لیں گے......تو کیسے ممکن ہے کہ اقتدار کی باگیں ہمارے ہاتھوں میں نہ آئیں۔ اس مقام تک اُتر آنے کے بعد آپ کے صاحبِ اقتدار بن جانے کا ایک بعید امکان تو ضرور ہے لیکن اس بات کا کیا ہوگا جس کے لیے آپ نے سارے پاپڑ بیلے ہیں؟ آخر پوری قومی زندگی کو آپ اللہ کی بندگی کا پابند کیسے بنائیں گے؟ وہ کام کیسے کریں گے جو نظامِ اسلامی کا اصل مقصود ہے؟

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل:۲۳)

''اللہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ تم لوگ صرف ایک اللہ کی بندگی کرو''

آپ توحید کے اثبات اور شرک کے رَد میں زبان کھولیں گے تو وہی لوگ جنہوں نے آپ کو مسندِ اقتدار تک پہنچایا تھا، تالو سے اُسے کھینچنے کے لیے آگے بڑھیں گے۔ آپ سُنّت کا ذکر چھیڑیں گے تو آپ کی بات دقیانوسیت کی پھبتیوں میں گم ہو جائے گی۔ آپ آخرت اور کل کی پر بہار اُمیدوں کا نقشہ پیش فرمائیں گے اور لوگ وعدۂ فردا کا طعنہ دے کر حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیں گے......افسوس کہ ابھی آپ اچھی طرح مسند نشین بھی نہ ہو پائے ہوں گے کہ رجعت کرنا پڑے گی اور یہ آپ کے حق میں دُنیا کا انصاف ہوگا، زیادتی نہیں۔ آپ نے کب ان کے عقائد کی صفائی کے لیے جان کھپائی؟ کب سُنّت کے رنگ میں رنگ کر اپنا نمونہ، زاہدانہ زندگی پر قناعت کا انداز اور آخرت کو دُنیا پر ترجیح دینے کا اُسوہ پیش کیا؟ اقتدار کی جنگ کے پورے عرصہ میں بھولے سے بھی تو آپ نے عقیدہ اور عمل کی کوئی بات نہ کی! پھر شکوہ کیسا؟ رنج کس بات کا؟ باور کیجیے کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ بھی اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے ہی بھیجے گئے تھے؛ اگر یہ بات نظامِ حق اور دین الٰہی کے نفاذ میں ذرا بھی معاون ہوتی کہ پہلے اقتدار پر قبضہ کر لیا جائے پھر اس اقتدار کی قوت کو نفاذِ دین کا ذریعہ بنایا جائے، تو وہ عرب کے بے شمار مسائل میں سے کوئی ایک مسئلہ اٹھا کر اقتدار پر قابض ہو سکتے تھے: قومیت کے مسئلہ ہی کو لے لیجیے، صادق وامین تو مشہور تھے ہی، عرب قوم کی سرفرازی کی جدوجہد کی دعوت دیتے؛ کون انکار کرتا؟ کون دُشمن بنتا؟ سب کی آنکھوں کے تارے بن جاتے، اقتدار کی باگیں قدموں میں لوٹتیں؛ معاشی بدحالی کی اصلاح کے منصوبے لے کر اُٹھتے؛ عرب قوم آپ کے گرد اپنی جانوں کا قلعہ بنا دیتی؛ حبش، ایران اور رُوم کے عرب خطوں پر غاصبانہ قبضہ کے خلاف تحریک چلاتے تو مُلکِ عرب کا ایک شخص بھی آپ کی سرداری سے انکار نہ کر پاتا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان میں

سے کوئی کام نہ کیا کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی سُنّت اور اسلامی انقلاب کی فطرت کے خلاف تھا۔آپ ﷺ نے اللہ کے حکم پر وہی کام کیا جو انبیاء اور رسول کیا کرتے ہیں: لوگوں کو توحید کی طرف بلایا، شرک کے خبیث چہرے سے نقاب ہٹائی، آج سے زیادہ کل کے لیے تیاری کرنے پر اُبھارا......ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، گہوارہ آتش کدہ بن گیا...... دعوت کے میدان میں سب کچھ بیت گئی: کون سی ایسی مصیبت ہے جسے برداشت نہ کیا گیا لیکن کسی مرحلے، کسی مقام پر آپ نے دعوت میں کوئی لچک اور بلاوے میں کوئی لوچ نہ آنے دیا۔آخر کار ایک طویل، جانگسل کشمکش کے ذریعہ جس میں ایمان، تقویٰ اور صبر اصل ہتھیار تھے، حق غالب آیا اور باطل کی ایک نہ چلی۔ایسی سیرتیں بنیں، ایسے جیالے وجود میں آئے جن کی بنیاد پر اسلام کا عظیم الشان محل تعمیر ہوا۔پھر ان سیرتوں کے مالک اللہ کی رضا، اس کی جنتوں کی تلاش میں مشرق ومغرب میں پھیل گئے اور اپنا سب کچھ نچھاور کرڈالا۔تب کہیں جا کر زمین وآسمان نے وہ دن دیکھے جن کا تذکرہ ہر محفل میں لہک لہک کر کیا جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سرِ دست ایک شورائی نظام کو وجود میں لے آؤ اور اس وقتی نظام کو حقیقی اسلام کے قیام کا ذریعہ بناؤ......غرض کہ ہر طرف سے یہی آوازیں آرہی ہیں کہ کوئی نہ کوئی کام جلدی کرڈالو، انتظار کروگے تو جو آج ہے اُس کی بھی خیر نہیں۔دراصل مشورہ یہ ہے کہ وہ عمل کبھی بھی شروع نہ کیا جائے جس کے بعد ہی صحیح اسلامی نظام وجود میں آسکتا ہے، دینِ حق کو حقیقی غلبہ حاصل ہوسکتا، انسانیت کی عروقِ مردہ میں پھر خون کی گردش بحال ہوسکتی ہے......

ہم ان ساری نصیحتوں اور سارے وعظوں کو فکر ونظر کی ژولیدگی کے علاوہ کوئی اور نام نہیں دے سکتے۔ہم تو اُسی ٹکسالی طریقہ کے قائل اور اسی پر عمل پیرا ہونے کا عزم رکھتے ہیں جو ہمارے مالک نے ہمارے لیے تجویز کیا ہے اور آخری نبی ﷺ کی سُنّت نے جس کی گواہی دی ہے۔ہماری نگاہ میں ایمان کے معاملہ کو اوّلین اہمیت حاصل ہے اور سب سے پہلے ہم

اسی مسئلہ کو دُنیا کے سامنے اس طرح رکھنا چاہتے ہیں کہ بات بالکل صاف ہو جائے اور کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ ہم بانگِ دُھل اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ **توحید** ہی ہر خیر کا سرچشمہ ہے؛ اس سے صَرفِ نظر کر کے کسی بھی بھلائی کا حصول ممکن نہیں اور شرک ہی دراصل وہ نجس ڈائن ہے جو ہر برائی کو جنم دیتی ہے، اور اس کو ہر حال میں ناپید ہونا چاہیے۔

اعتقاد کی صفائی کے ساتھ ساتھ ہماری کوشش یہ ہے کہ عمل میں سُنّت نبوی ﷺ سے بال برابر بھی نہ ہٹا جائے۔ رہے عبادات کے مشہور فقہی اختلافات، تو ہم انہیں صرف ترجیحات کا معاملہ سمجھتے ہیں، حق و باطل کا فرق نہیں۔ ہر ایک کے پاس اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سند موجود ہے۔ ہم ان اختلافات سے خائف نہیں، ہم تو اس دُنیا کی رنگینی سے ڈرتے ہیں جو خلوص کو ریا کاری اور ایمان کو نفاق میں بدل دیا کرتی ہے۔ ہماری دعوت کا اصل زور آخرت طلبی پر ہے، دُنیا تو بہر حال ناک رگڑتی آتی ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف:۹۶)

''اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے ڈونگرے برساتے''

آج کی دُنیا میں کفر فراواں، شہزور و متحد ہے اور ایمان کمیاب و کمزور اور منتشر۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم اس بکھرے ہوئے ایمان کو یکجا کریں، اس تعداد میں اضافہ کے لیے زور لگائیں پھر ایمان داروں کے درمیان رابطہ اور نظم قائم کر کے ایک مرکزیت پیدا کریں اور اس مرکزیت کے ذریعہ کفر و باطل کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں۔ سیرتوں کی تیاری اور قرآن وسُنّت کی تعلیم کے لیے ہم مسجدیں تعمیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری خواہش اور تمنا تو یہ ہے کہ شہر شہر، قریہ قریہ ان مسجدوں میں اللہ کے مخلص بندوں کے وہ مراکز قائم ہوں جو دُنیا کے سامنے توحید کا مثالی نمونہ پیش کریں؛ تلاوت قرآن، تزکیہ، تعلیمِ کتاب وسنّت کے ذریعہ لوگوں کو اللہ

کا بندہ بننے کا شوق دلائیں؛ بے لاگ، کھلی اور واضح دعوت کا چرچا کر کے اپنے ماحول کو غور و فکر پر مجبور کر دیں............

اس راہ کی دشواریوں سے ہم ناواقف نہیں ہیں، لیکن ہمارا اعتماد اور توکل اپنے مالک پر ہے۔ اس کی قدرت کو ہم بے پایاں سمجھتے ہیں۔ وہ چاہے تو اِن حقیر کوششوں کے انجام کو عظیم سے عظیم تر کر دے۔ اس کی اس راہ میں ناکامی کا تو گزر نہیں۔ ایک قدم کے بعد ہی موت آ جائے تو کامیابی؛ اور کوئی منزل کو چھو لے تو اس کا پوچھنا ہی کیا۔ ہمیں پورا احساس ہے کہ یہ دعوتِ دینِ حق کی وادی بڑی پر خار وادی ہے۔ اس میں مزاحمتیں ہیں، مشکلات اور مصیبتیں ہیں، جاں کاوی وجگر سوزی ہے، خون کے گھونٹ پینا اور چپ رہنا ہے، چوٹیں کھانا اور سہلا لینا ہے، زخم اُٹھانا اور چاٹ جانا ہے۔ لیکن قیمت بھی بھاری ہے، بدلہ بھی انمول ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا (البقرہ:۲۱۴)

''کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ (ٹھنڈے ٹھنڈے) جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تم پر گزرے ہوئے (جواں مردوں) کا وہ دَور تو آیا ہی نہیں جب ان کو مال و دولت کی مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا۔ جسم و جاں کی تکلیفوں میں وہ ڈالے گئے اور یہاں تک نوبت آئی کہ ہلا مارے گئے''

پس آیئے کہ یہ کام ہم اسی طرح کریں جیسے یہ پہلے کیا گیا تھا۔

والسلام

کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیف اسلام کے اُن نام لیواؤں پر جو باطل کی غلامی میں زندگی بسر کریں اورتف ہے اُن پر جو کفر وشرک کے جھنڈے بلند دیکھیں اور دَم نہ ماریں۔ اللہ گواہ کہ بات وہی حق ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلی تھی کہ تم کوصرف اس لیے بہترین اُمت قرار دیا گیا ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہواور خود پکے مومن ہو۔اب جب ان تین باتوں میں کوئی بات بھی باقی نہ رہی تو روؤاس اُمّت پر اور آنسو بہاؤ اس کے انجام پر۔ یہ اور بات کہ سچے ایمان والے جوانمرد ہوا کرتے ہیں اور جوانمردوں کو مایوسی زیب نہیں دیتی۔ وہ تو اپنے مالک سے ہر حال میں پراُمید رہتے ہیں۔ان کے مالک نے تو اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ آج کا غالب اسلام ایک دن کمزوری اور ناطاقتی کا شکار ہو کے رہے گا،خراب وخستہ بن جائے گا لیکن اس کے بعد اپنی غربت واجنبیت سے نکل کر ایک بار پھر ساری دُنیا پر اپنا جھنڈا گاڑ دے گا۔ اور وہ دَورِسعید پھر واپس آجائے گا جس سے آسمان والے بھی خوش او دُنیا والے بھی راضی ہو جائیں گے؛ زمین اپنے دفینے اُگل دے گی اور آسمان رحمتوں کی نہ تھمنے والی بارش برسائے گا۔خبر دینے والے نے یہ بھی خبر دی ہے کہ یہ سب کچھ آپ سے آپ وجود میں نہیں آجائے گا بلکہ اللہ کے بندوں کا ایک گروہ پیدا ہوگا جو اپنے خونِ جگر سے شجر اسلام کی آبیاری کرے گا؛ سُنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو فساد برپا ہو چکا ہوگا،اس کی اصلاح کی ذمہ داری اُٹھائے گا۔

تو پھر اے لوگو! کیا اس کام کے لیے تمہاری یہ دوڑ دھوپ ہے؟ تمہاری یہ محنتیں صَرف ہورہی ہیں؟ کبھی تو غور وفکر کرو، کبھی تو عقل وخرد سے کام لو۔تم ہر بلانے والے کی طرف بے تحاشا دوڑے چلے جارہے ہو، ہر جھنڈا اُٹھانے کے لیے بیتاب نظر آتے ہو۔ ہر اُس کشتی پر سواری کے لیے لپکتے ہو جو تمہیں خوش نما نظر آئے ......لِلّٰہ ٹھہرو! سوچو تو کہ جس راہ پر تم جانے کے مدعی ہو، کیا یہی وہ راہ ہے؟ اگر خلوصِ دل کے ساتھ تم اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہو اور ثابت

بھی کرنا چاہتے ہو کہ تم اپنے دعوے میں جھوٹے نہیں، تو پھر ان دو چیزوں سے بے تعلقی کیسی؟ جن کو مشعل راہ بنانے کا تمہارے آخری نبی ﷺ کے ذریعے تمہارے مالک نے حکم دیا تھا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ (المؤطا)

''میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو گے کبھی نہ بھٹکو گے: (۱) کتاب اللہ (۲) اللہ کے رسول ﷺ کی سُنّت''

اب دیکھو کہ سرمدی فلاح اور دائمی کامرانی کے لیے کتاب وسُنّت کے کیا ارشادات ہیں:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف:۹۶)

''اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ہم سے ڈر کر زندگی بسر کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے مگر انہوں نے ہماری بات کو جھٹلایا۔(اور ایمان وتقویٰ اختیار کرنے سے انکار کردیا) تب ہم نے ان کو ان کی کمائی کی پاداش میں پکڑا (اور کہیں کا نہ رکھا)''

پس یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ آسمان اور زمین کی برکتوں سے حصہ پانے کے لیے ایمان اور تقویٰ لازمی شرطیں ہیں۔قرآن نے اسی چیز کو اور مختصر کلمات میں سمیٹ دیا ہے:

''اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام:۸۲)
اور اپنے ایمان کو شرک کی ملاوٹ سے یکسر پاک کرلیں''

بخاری ومسلم کی حدیث کے مطابق قرآن میں آئے ہوئے لفظ ''ظلم'' کے معنی ''شرک'' محمد ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے واضح فرمائے ہیں۔(بخاری ومسلم: کتاب التفسیر)

معلوم ہوا کہ امن وہدایت کے لیے ایک چیز ضروری ہے اور وہ ہے ایک ایسا ایمان جو شرک کے ہر شائبہ سے پاک ہو۔یہی مضمون اس سورۃ کا بھی ہے جو خسارے سے بچا کر کامیابی سے ہمکنار کردینے والی سورۃ العصر کہلاتی ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

یعنی نقصان سے بچ کر سرفرازی اور کامرانی حاصل کرنے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ

سچا ایمان لاؤ اور اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کو بدل ڈالو، پھر اسی ایمان اور عمل صالح کی طرف دُنیا والوں کو آواز دو اور اس راہ میں جو آزمائشیں بھی آئیں، ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو۔

انصاف کے ساتھ کہو کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم سے تمہاری یہ موجودہ روش کس قدر مطابقت رکھتی ہے؟ قرآن وسُنّت کا حکم ہے کہ اصلاح کا آغاز عقیدے کی اصلاح سے ہونا چاہیے اور قرآن کریم میں سارے انبیاء علیہم السلام کا یہی طریقہ کار مذکور ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:۳۶)

''اور ہم نے ہر اُمّت میں جو رسول بھی بھیجا ہے، اس نے یہی دعوت دی ہے کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے پیچھا چھڑالو''

اور تم ہو کہ عقیدہ کے مسئلہ کو چھیڑنے کے نام ہی سے کانپ کانپ جاتے ہو، پسینے چھوٹنے لگتے ہیں، متحیر اور مبہوت نظر آتے ہو......تم اپنے اُوپرے نعروں سے اپنی مزعومہ اصلاح کے کام کی ابتدا کرتے ہو اور انہی نعروں میں گم اور مگن رہتے ہو۔ کبھی اسلامی قومیت کی دُہائی دیتے ہو اور کبھی معاشی ترقی کے حسین خواب دکھانے کی کوشش کرتے ہو؛ آج جمہوریت کا تماشا ہے تو کل اشتراکی بہشتِ الٰہی کی طرف تمہارا بلاوا۔ آخر تمہیں ہوا کیا ہے؟ ہوش میں آؤ اور وہی ایک کام شروع کرو جو اللہ کے حکم سے سارے اصلاح کرنے والوں نے اپنی برباد قوموں کے اندر شروع کیا تھا۔ تمہاری مثال بنواسرائیل کے ان لوگوں کی طرح ہے جو صدیوں اس دھرتی پر غالب اور اسلام کے نمائندے بنے رہے، پھر آہستہ آہستہ وہ توحید کے جادۂ حق سے ہٹتے گئے اور جب ان پرانے اسلام کے نمائندوں کا بگاڑ اس حد تک بڑھ گیا کہ آج کے ''مسلمانوں'' کی طرح شرک کو انھوں نے اپنا شعار بنالیا تو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی اور پے در پے اپنے نمائندے بھیجے جنہوں نے ان کو ان کی پرانی بات یاد دلائی:

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ (آل عمران:۵۱)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب ہے، تو صرف اسی کی بندگی کرو''

پورا قرآن اِس بات پر گواہ ہے کہ جب یہ آواز اُٹھی ہے تب کہیں جا کر وہ روز سعید آیا ہے،

وہ سماں بندھا ہے جس کا قرآن ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے: فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ (النمل:۴۵)
یعنی ایک ہی قوم دو حصوں میں بٹ کر آپس میں ٹکرا گئی اور یہ ٹکراؤ صرف اس بات پر ہوا کہ اللہ اکیلا، وحدہٗ لاشریک و بے ہمتا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی مشکل کشا، غوث اور دستگیر شریک ہیں۔ یاد رکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی انبیاء علیہم السلام کی یہی سُنّت پوری ہوئی اور نام نہاد مسلمانوں سے مرکب بنو اسرائیل کی قوم کے اندر جب ان کے ذریعے دعوت توحید اُٹھی تو

فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ (الصف:۱۴)

''پس بنو اسرائیل کا ایک گروہ عیسیٰ (کی دعوت توحید) پر ایمان لے آیا اور دُوسرے گروہ نے انکار کر دیا۔ تب اللہ نے ایمان لانے والے گروہ کی کافر گروہ کے مقابلے میں مدد فرمائی اور بنو اسرائیل کے کافر گروہ پر یہ مومن گروہ غالب آ گیا''

یہی ایک اصلاح کا طریقہ اس آخری اُمّت کے لیے بھی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

لَنْ يُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا اَصْلَحَ اَوَّلَهَا

''اس اُمّت کے بعد کے آنے والوں کی اصلاح بھی وہی چیز کرے گی جس نے پہلوں کی اصلاح کی تھی''

اس لیے آج بھی توحید کی اس دعوت کو اسی طرح اُٹھنا چاہیے جس طرح وہ پہلے اُٹھی تھی۔ شرک کے ایک ایک پہلو پر اسی طرح کی کاری ضرب لگائی جانی چاہیے جیسے پہلے لگائی گئی تھی۔ پھر کہیں وہ دن آئے گا کہ رشتے ناطے ٹوٹیں گے، دوستیاں دُشمنیوں میں بدل جائیں گی، ہجرت کے مقام آواز دیں گے اور میدانِ قتال کی گرمی سے لوہا پگھل جائے گا اور ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ ہوگا کہ مومن بیٹے کی گولی کافر باپ کے سینے میں اُتر گئی اور کافر ماموں کا خون ایمان دار بھانجے کی سنگین سے ٹپکا...... یہ وہ وقت ہوگا جب اللہ کی نصرت آئے گی، اس کے فرشتے اہل ایمان کے لیے سکینہ لائیں گے، یہ زمین گل رنگ بننے کے بعد لہلہا اُٹھے گی، اللہ کا دین سر بلند ہوگا اور باطل کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملے گی، خالص نظامِ اسلامی وجود میں آئے گا اور اس کے لیے آج کی طرح ہاتھ پھیلا پھیلا کر بھیک مانگنے کی حاجت نہ رہے گی۔

قرآن وسُنّت کا طریقہ یہی ہے چاہے نادان سَر پھرے چیختے رہیں کہ کیا تم ایک مسلمان اُمّت کو توحید اختیار کرنے اور شرک کو ترک کرنے کی دعوت دیتے ہو! انہیں کون بتائے کہ یہ دعوتِ توحید ہمیشہ بگڑی ہوئی مسلمان اُمتوں ہی میں اُٹھتی ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک کا زمانہ ایک مسلمان اُمّت کا دَور ہی تو تھا۔ اُس اُمّت میں وَدّ اور سُواع جیسے اولیاء اللہ بھی گزرے تھے، اور یغوث، یعوق اور نسر جیسے صالحین بھی، لیکن بگڑتے بگڑتے حالت یہاں تک پہنچی کہ ایک الٰہ کو چھوڑ کر اُس کے اِن بندوں کی پوجا ہونے لگی؛ وہ مشکل کشا، دستگیر اور داتا بنا لیے گئے۔ اس وقت نوح علیہ السلام کو معبوث کیا گیا اور انہوں نے یہی ایک بات اُٹھائی کہ:

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (الاعراف:۵۹)

''اے میری قوم! ایک اللہ ہی کے بندے بنے رہو۔ تمہارا دُوسرا کوئی الٰہ نہیں ہے''

لیکن نوسو پچاس[۹۵۰] سال کی طویل اور جاں گسل کش مکش کے بعد صرف چند خوش قسمت لوگوں نے ہی اس بات کو مانا اور قوم کی عظیم اکثریت اس کو ماننے سے انکار کرتی رہی، تا آں کہ اللہ کا عذاب طوفان کی شکل میں نمودار ہوا اور نہ ماننے والے مشرکوں کے ایک ایک فرد کو پانی میں ڈبو مارا گیا۔ صرف اہل ایمان ہی بچائے گئے۔ پھر ان مومنوں کی اولاد روئے زمین پر پھیل گئی اور ملکِ عرب میں احقاف کے مقام پر دُنیا کی سب سے طاقت وَر قوم بن کر اُبھری۔

آخر کار جب خالص مومنوں کی اولاد، اس قوم نے بھی شرک کی انتہا کر دی تو ان کے رسول ہود علیہ السلام نے اس نجاست کی بدانجامی سے انہیں ڈرایا اور توحیدِ خالص کی طرف دعوت دی۔ ایک طویل کش مکش کے بعد آٹھ دن اور سات راتیں برابر اس قوم پر عذاب کی آندھیاں چلیں اور سارے مشرک مار ڈالے گئے۔ صرف مومن بچے اور انہوں نے نقل مکانی کر کے حجاز کے شمال میں الحجر کے مقام پر سکونت اختیار کر لی۔ وہ بھی رفتہ رفتہ توحید سے ہٹتے گئے یہاں تک کہ صالح علیہ السلام نے آکر انہیں صرف ایک اللہ کی بندگی کرنے کی دعوت دی اور شِرک سے منع کیا۔ بنواسرائیل کے انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنی بگڑی ہوئی مسلمان قوم کو توحید ہی کی طرف بلایا اور شرک سے روکا۔

مشرکین عرب کا بھی یہی حال تھا۔ ڈھائی ہزار سال کی مدت نے ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی اس اُمّت کی کایا پلٹ دی تھی ۔ یہ اللہ کو مانتے ضرور تھے، مگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے پر بھی مصر تھے۔ صلوٰۃ کے نام سے واقف تھے مگر عملاً یہ تالیاں اور سیٹی بجانے تک محدود تھی۔ حج وعمرہ کے وقت ان کے تلبیہ کے شروع کا حصہ بالکل وہی تھا جو آج ہر حاجی پڑھتا ہے، بعد کے حصہ ہی میں صرف شرک کے یہ الفاظ شامل کر لیے تھے:

اِلّا شَرِیْکًاھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَامَلَکَ (مسلم: کتاب الحج)

''(تیرا کوئی شریک نہیں) مگر وہ جس کو تو نے شریک بنالیا ہے حالانکہ تُو اس کا مالک ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کا بھی''

معلوم ہوا کہ ہر بگڑی ہوئی لبِ گور مسلمان قوم کے حق میں دعوتِ توحید اور ردِ شرک اصلی علاج ہے۔ آج اس آخری مسلمان اُمّت کی بربادی کی وجہ بھی ''شرک'' ہے اور اس کا وہی ایک علاج ہے کہ دعوتِ توحید اُٹھے اور شرک کی سیاہی کو مٹا کر اس اُمّت کو جہنّم کی آگ سے بچالے۔ ان شاء اللہ یہ علاج ہو کے رہے گا اور زبانِ نبوت سے نکلی ہوئی یہ بات حقیقت بن کر دُنیا کے سامنے آجائے گی کہ روئے زمین پر کوئی کافر ومشرک باقی نہ رہے گا۔

(بخاری و مسلم)

ہم نے اللہ کے بھروسے پر اس راہ پر قدم ڈال دیا ہے اور ہماری زبان پر یہی ایک بلاوا ہے کہ

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

''کون میرا مددگار ہے اللہ کے (دین کے) لیے''

والسلام

کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

ہم اپنی کتابوں پر نہ تو کوئی قیمت وصول کرتے ہیں، اور نہ کسی پر ان کی طباعت واشاعت کے سلسلے میں پابندی لگاتے ہیں